جناب مولانا عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی کراچی
خلیفہ مجاز حضرت مولانا مرحوم

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رح کا سفر آخرت

حضرت شیخ مولانا عبدالغفور صاحب عباسی نور اللہ مرقدہٗ کے حالات کے متعلق خیال کیا کہ مرض موت اور وفات پر کچھ عرض کروں۔

محترما! حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدینہ اطہر سے دو گرامی نامے ایک بنام حقیر اور دوسرا بنام حاجی محمد حبیب صاحب پاکولا والے آ گئے، دونوں میں یہ مضمون تحریر تھا کہ ضعف بڑھ گیا ہے۔ حرم شریف کی حاضری پنجوقتہ نہیں ہو سکتی ہے، کبھی کبھی ٹیکسی میں جاتا ہوں۔ آپ حضرات کے لئے خصوصاً اور عامۃ المسلمین کے لئے دعائیں مانگتا ہوں۔ اللہ پاک قبول فرماویں۔

یہ مضمون پڑھ کر قلب کو کافی صدمہ پہنچا، اور دونوں نے طے کیا کہ جیسا بھی ہو علاج کیلئے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو کراچی بلانا ضروری ہے۔ چنانچہ عریضہ بھیج دیا گیا۔ جواب ملا کہ مدینہ منورہ کی جدائی برداشت نہیں ہو سکتی ہے۔ ثانیاً لکھا گیا کہ علاج مسنون ہے۔ آپ کا اس حالت میں مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے بھی حرم شریف کی غیر حاضری ہوتی ہے۔ تو تھوڑے دنوں کیلئے فراقِ مدینہ اختیار فرماویں تاکہ علاج سے اللہ پاک آپ کو صحت اور قوت عنایت فرماوے۔ اور مقصد ہجرت جو کہ حرم شریف کی جماعت اور روضۂ اطہر پر صلوٰۃ و سلام ہے، حاصل ہوتا رہے۔ ساتھ ساتھ ڈاکٹر صدیق صاحب جو کہ کراچی میں نمبر ایک سرجن ہیں، ان کا بھی خط گیا کہ آپ صرف آٹھ دن کے لئے تشریف لے آئیں، انشاء اللہ آٹھ دن بعد آپکو واپس بھیجدیں گے۔

چنانچہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ر اپریل ۱۹۶۹ء بدھ کے دن بوقت عصر کراچی پہنچ گئے۔

اور ۲۵ یوم الجمعہ ہسپتال میں داخل ہو گئے، اور اسی دن ایکسرے لیا گیا۔ ڈاکٹر صدیقی نے علاج سے معذرت کی کہ معاملہ آگے بڑھ گیا ہے۔ مرض معدے کا کنسر ہے، اور منہ معدہ تقریباً بند ہو چکا ہے۔ معاملے کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے راز میں رکھا گیا۔ اور خون کی بوتل اور طاقت کے انجکشن شروع کئے۔ اور مزید تسکین قلب کے لئے ڈاکٹر امان اللہ صاحب سول ہسپتال اور ڈاکٹر کرنل سعید صاحب جناح ہسپتال کو بلایا، انہوں نے ڈاکٹر صدیقی صاحب کی رائے سے اتفاق کیا۔

دریں اثنا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر سے دریافت فرمایا کہ شاہ صاحب میرا مرض کنسر تو نہیں ہے، فقیر نے عرض کیا کہ حضرت اللہ پاک آپکو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے، پھر فرمایا کہ ڈاکٹر لوگ میرا باقاعدہ علاج کیوں شروع نہیں کرتے ہیں۔ فقیر نے عرض کیا کہ باقاعدہ علاج آپکا اپریشن ہے۔ اور کمزوری زیادہ ہے اپریشن اس وقت مناسب نہیں ہے۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ حضرت کو طاقت کی دوائی دیں گے اور بہتر ہے کہ مدینہ منورہ جاکر اسکو استعمال فرمایا کریں جب طاقت آجائے پھر کراچی تشریف لے آویں، بآسانی علاج ہو جائے گا، مدینہ جانے کا سننا تھا کہ حضرت خوش ہو گئے اور فرمایا، پھر جلد جانا چاہئے۔ چنانچہ بدھ کے دن ۳۰ اپریل کو صبح ۹ بجے یہاں سے روانگی ہوئی، ان کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب تو مدینہ منورہ سے ساتھ آئے تھے، ہم پانچ نفر یہاں سے ساتھ ہو گئے۔ ظہر جدہ میں پڑھی عصر بدر شریف اور مغرب بیر علی سے ایک منزل قبل، عشاء ایک بجے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بار بار شکر کرتے رہے کہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔

یہاں کا تجویز شدہ علاج جاری رکھا اور خون کی بوتل وہاں بھی چڑھاتے رہے۔ ایک ڈاکٹر ایک کمپوڈر وہاں اکثر حاضر رہتے تھے۔ اہل مدینہ جوق در جوق تیمارداری کے لئے آتے تھے، اور حضرت والا باوجود اتنی کمزوری کے ہر سلام کا جواب اور کیف الحال یا شیخ کا جواب الحمدللہ طیب فرماتے تھے۔ کچھ دن تو وضو کیلئے غسلخانہ تشریف لے جاتے رہے۔ اور نماز باجماعت قیام کے ساتھ ادا فرماتے رہے۔ پھر کمزوری بڑھ گئی، تیمم کر کے پلنگ سے اتر کر بیٹھ کر باجماعت نماز ادا فرماتے رہے۔ اور دست راست کی انگلیاں صورت اشارہ بالسبابہ اختیار کر گئیں جو کہ موت تک اسی حالت میں رہیں، شب جمعہ مرض نے شدت اختیار کیا۔ پیٹ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور کہتے تھے "یا اللہ رحم کر" اس کے علاوہ کوئی لفظ میں نے نہیں سنا تھا۔ آدھی رات کے قریب رفقاء کی جماعت آرام کرتی تھی۔ فقیر نے چارپائی کے ساتھ کرسی بچھا دی تھی، اسی پر بیٹھا ہوا تھا، اچانک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے دست راست سے اشارہ کیا، اور فرمایا آجاؤ، پھر فرمایا آجاؤ، پھر

دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور فرمایا "یا سید آجاؤ" فقیر تماشائی بنا بیٹھا تھا، اتنے میں علاؤالدین شاہ صاحب اٹھ کر پاس آگئے، فقیر نے اسکو اشارہ سے سمجھایا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ فقیر نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ارواح مقدسہ زیارت کے لئے آئے ہیں۔ انکو اجازت دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم،

صبح نماز با جماعت اشارے کیساتھ پلنگ پر پڑھی، ناشتے کے وقت دریافت فرمایا کہ ربیع الاول کا چاند دیکھا گیا ہے یا نہیں۔ فقیر نے جواب دیا: حضرت بوجب ڈائری آج ۳۰ صفر ہے۔ رات کو چاند نظر آجائے گا۔ اس کے بعد مکمل سکوت اختیار کیا، اور تمام لطائف حرکت میں آگئے، یہاں تک کہ پورا جسم ہلتا تھا۔ اور قلب مبارک سینہ کو ضربیں دیتا تھا۔ اور زبان سے اللہ اللہ کا ورد شروع ہوا جو کہ بہت دھیمی آواز میں تھا کان لگا کر سن سکتے تھے۔ یوم جمعہ شب ہفتہ یوم ہفتہ اسی حال میں گذر گئے۔ شب اتوار کو بڑا ڈاکٹر ۳ بجے آگیا، دیکھ کر کہا کہ ٹھیک ہے۔ وہ بیٹھ گیا۔ فقیر حضرت والا رح کے پلنگ پر پاؤں کیطرف بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت والا رح نے ایک نظر فقیر کی طرف دیکھا۔ یکایک اللہ پاک نے دل میں القاء کیا کہ شاید یہ نظر اخیری ہو، جماعت کو کہا کہ اگر آپ حضرات اجازت دیتے ہیں تو یہ عاجز تبرکاً سورۃ یٰسین پڑھے۔ سب نے ہاں کہا۔ فقیر سینے کے پاس کھڑا ہوگیا، ڈاکٹر بھی اٹھ کر آیا، اور جماعت بھی اٹھ کر چارپائی کے پاس آگئی۔ جب فقیر نے والیہ ترجعون پڑھا تو حضرت والا رح نے پھر ایک نظر ڈال کر آنکھیں بند کیں۔ فقیر نے حشمت علی صاحب کو کہا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح نے پرواز کیا۔ آپ آنکھوں پر انگلی رکھ دیجئے کہ کھلی نہ رہ جائیں۔ انہوں نے تعجب کیا اور ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ ڈاکٹر صاحب دیکھ لیں۔ ڈاکٹر صاحب نے استھیٹسکوپ دل پر رکھا اور کہا کہ شاہ صاحب حضرت زندہ ہیں، قلب حرکت کرتا ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ ڈاکٹر صاحب اپنے استھیٹسکوپ کو سنبھالئے یہ دل مرے گا نہیں۔ اس نے تو بار اللہ ہزاروں دلوں کو زندہ کیا ہے۔ پھر انہوں نے گلے میں شہ رگ پر رکھا: کہا ہاں روح نکل گئی ہے۔ یہ تھا حضرت رح کا سفرِ آخرت۔ ڈاکٹر جیسے تجربہ کار کو بھی آثار موت کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس وقت گھڑی دیکھی تو سعودی عرب کے ۴ بجکر ۱۰ منٹ تھے۔ فقیر نے پلنگ کیساتھ کرسی پر بیٹھ کر سورۃ بقرہ پوری پڑھ لی۔ آٹھ بج گئے اور تہجد کی آذان کا وقت تھا، حضرت کو غسل کیلئے ڈالدیا گیا، حشمت علی صاحب غسل دیتے رہے، علاؤالدین شاہ صاحب پانی ڈالتے رہے اور ہندی خان صاحب پانی دیتے رہے۔ محمد صدیق صاحب اور ایک دوسرا عالم اس میں تعاون کرتے رہے۔ اور فقیر نے سر مبارک کو دونوں ہتھیلیوں میں پکڑ رکھا تھا کہ تختہ پر نہ لگے غسل کے بعد فقیر نے اپنے سر پر عمامہ باندھ کر حضرت رح کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ جو

انوار اس وقت دیکھنے میں آئے اس کا کیا بیان ہو سکے گا۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

اس کے بعد جبین انور کو بوسہ دیکر کفن میں ملفوف کیا، اور چالیس قدم گن کر جنازہ لوگوں کے حوالہ کیا۔ جب باب الرحمت کے اندر جنازہ داخل ہوا، تو ادھر سے اذان فجر شروع ہوئی —— روضۃ الجنت کے آگے جنازہ رکھا گیا۔ امام حرم شریف نے سلام پھیرا ہم نے فوراً جنازہ سامنے رکھا مکبر نے مکبر الصوت پر اعلان کیا: الصلوٰۃ علی المیت الحاضر یرحمکم اللہ، ہزاروں کی تعداد میں جو نمازی حاضر تھے، نماز جنازہ میں شریک ہو گئے۔ اور جنت البقیع میں جوار ذی النورین جو کہ افضل البقعہ فی البقیع ہے، مدفون ہوگئے۔ اللھم اجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ۔ آمین یارب العالمین۔

جنازہ میں باہر سے تشریف لائے ہوئے مشاہیر میں سے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سہارنپوری اور مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نے بھی شمولیت کی۔ حضرت شیخ الحدیث باوجود ضعف و نقاہت کے اپنی گاڑی میں بقیع تک گئے اور کافی دیر تک اکیلے قبر مبارک پر ٹھہرے رہے۔

خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن وھو علیٰ کل شئ قدیر

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے ملک کی ایک تحریک کے قائد نے مغربی اقوام کے اکتشافات و ایجادات کو دیکھ کر دنیا کی وراثت کا حقدار انہی ملحدین کو قرار دیا تھا۔ اور قرآن میں تحریف کر کے ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کو انگریز پر منطبق کر دیا۔ انا للہ......

آج پھر ایک دفعہ وہ لوگ اور انکار سنت کی بدترین گروہ قوم کے ذہن کو چاند کے تسخیر کرنے پر دین حنیف سے منحرف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ اور روس و امریکہ کے اس قسم کے کارناموں کو مافوق الفطرت کمالات ثابت کرنے میں پیش پیش ہیں۔ ہمارے ساتھ جب اس قسم کی بحث کی جاتی ہے تو ہم اجمالاً وسعت کائنات کے متعلق جواب دیکر "آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا" سے انکو ٹال دیتے ہیں۔ لیکن اس دفعہ وسعت کائنات پر الحق کے اداریہ میں آپ نے جو سعی بلیغ فرمائی ہے اسکو اپنی دل کی آواز جانکر بے ساختہ آپکے حق میں علم و عمل کی دعا نکلتی ہے۔

ماہ جولائی میں الحق کا اداریہ وقت کا تقاضا و آواز ہے اور اہل زیغ کیلئے تسلی بخش جواب ہے متردین کیلئے تشفی ہے۔ اس بناء پر گذارش ہے کہ آپ اس اداریہ کو پمفلٹ کی شکل میں شائع فرماکر کالجوں، دفاتر اور دانشوروں میں مفت تقسیم کریں، یہ ایک کام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپکے ہاتھ سے لیا ہے۔ اب اسکو وسیع کرنے کیلئے جلد از جلد پمفلٹ کی شکل میں شائع کرنا چاہئے۔

(سعیدالدین)

ایسے امور مشوروں سے زیادہ قارئین کے تعاون اور عملی اقدام کے منت پذیر ہوا کرتے ہیں۔
(ادارہ الحق)